شریعت میں تکلیف وطاقت سے کیا مراد ہے؟

علامہ ابوشکورمحمد بن عبدالسعید سالمی کشیؒ

تکلیف وطاقت کے بیان میں سات قول ہیں۔۔۔۔۔پہلاقول :

جاننا چاہیے کہ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک تکلیف مالایطاق جائز نہیں ہے اور معتزلہ ،جہمیہ اور متقشفہ نے کہا کہ جائز ہے اوراس آیت سے استدلال کرتے ہیں:''ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النسآء،،(النساء:۱۲۹)اورتم ہرگز طاقت نہیں رکھ سکو گے کہ عورتوں میں انصاف کرو۔اللہ تعالی نے خبر دی کہ ان میں عورتوں کے درمیان عدل کرنے کی استطاعت نہیں اورپھرعدل کاحکم دیا کہ فرمایا:''ان اللہ یامر بالعدل والاحسان،،(النحل۹۰)بے شک اللہ تعالی عدل اوراحسان کاحکم دیتا ہے۔

اورفرمایا:''اتقوا اللہ حق تقاتہ،،(آل عمران:۱۰۲)اللہ تعالی سے ڈروجس طرح اس سے ڈرنے کاحق ہے۔پھراس آیت سے کہ''فاتقوا اللہ مااستطعتم،،(التغابن:۱۶)پس اللہ تعالی سے حسب طاقت ڈرو،سے آیت مذکورۃ الصدر کاحکم منسوخ فرمادیا تونسخ سے قبل اس کوطاقت ووسعت نہ تھی۔

اوراللہ تعالی نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے خبر دیتا ہے:''ولاتحملنا مالاطاقۃ لنا،،(البقرہ:۲۸۶)اورہم پروہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہم میں طاقت نہیں۔تواگرتکلیف مالایطاق جائز نہ ہوتی تونبی کریمﷺ ایسی دعانہ کرتے اور جب دعا کی توثابت ہوا کہ جائز ہے۔

اورحضور نبی کریمﷺ نے فرمایا:''من صور صورۃ کلفہ اللہ تعالی بان ینفخ فیہ الروح ولیس بنافخ،،یعنی جس نے ذی روح کی صورت بنائی،اللہ تعالی قیامت میں اس کوتکلیف دے گا کہ اس میں جان ڈالواور(حالانکہ)وہ جان نہ ڈال سکے گا۔

اوراللہ تعالی نے فرمایا:''انبؤنی باسمآء ھولاء ان کنتم صادقین،،(البقرہ:۳۱)مجھے ان چیزوں کے ناموں کی خبردواگرتم سچے ہو،اوروہ عاجز تھے،توثابت ہوا کہ تکلیف مالایطاق جائز ہے۔

اوراللہ تعالی نے فرمایا کہ''ائتیا طوعا او کرھا،،(فصلت:۱۱)کہ دونوں حاضر ہوخوشی سے

☆اجتنب سوء الظن،واطرح الاوھام،والخیالات الفاسدۃ،والافکار المریضۃ.☆

یا نا خوشی سے۔معدوم کو خطاب فرمایا اور معدوم میں طاقت نہیں۔تو ان دلائل سے ثابت ہوا کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے۔

اہل سنت و جماعت کی طرف سے جوابات

''ولن تستطیوا ،،کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد استطاعت از روئے قوت نہیں بلکہ عورتوں پر مال خرچ کرنا اور عادت کے مطابق معروف طریق سے ان کے امور زندگی کا خیال رکھنا اور ان کی بہتری اور بہبود کے لیے مقدور بھر کوشش کرنا ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ مرد کے لیے ناممکنات میں سے ہے کہ عورتوں میں وہ عادتاً موافقت و مصالحت قائم رکھ سکے۔لیکن استطاعت وقوت کے پہلو سے دیکھا جائے تو ایسا ممکن ہے۔

دوسری آیت کا جواب کہ فرمایا:''ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان ،،(النحل:۹۰)اس سے مراد عدل ہے جو جور (ظلم) کی ضد ہے اور سیدھی سی بات ہے کہ اس پر استطاعت ثابت ہے۔

تیسری آیت کا جواب

''فاتقوا اللہ حق تقاتہ ، ،(آل عمران:۱۰۲) یہ بھی ''تکلیف علی الطاقۃ،،تھی،اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تو یہ خطاب انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو ہے۔اور''فاتقوا اللہ مااستطعتم ، ،(التغابن:۱۶) یہ خطاب عام لوگوں کو ہے اور تکلیف مالا یطاق نہیں بلکہ تکلیف علی مایطاق ہے (لہذا معتزلہ وغیرہ کا کہنا درست نہیں کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے کیونکہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے ہی نہیں بلکہ تکلیف مایطاق ہے اور نیز یہ کہ آیت منسوخ بھی نہیں ہے)اور اس میں اور اس میں کوئی فرق نہیں اور اس آیت کا جواب کہ''ربنا و لاتحملنا مالاطاقۃلنا ،،(البقرہ:۲۸۶) سے مراد دوام ہے،جیسا کہ امم سابقہ پر محنت شاقہ تھی اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی تکلیف علی مالا یطاق نہیں دی تھی لیکن تعسر و دشواری تھی تو نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے تخفیف اور آسانی وسہولت کی دعا فرمائی تو اعتراض لازم نہیں آتا۔

☆ اعلم انک لست الوحید فی البلاء، فما سلم من الھم احد، وما نجا من الشدۃ بشر. ☆

اور حضور ﷺ کا ارشاد ''من صور صورۃ،، میں اللہ تعالی نے نفخ روح (جان ڈالنے) کی تکلیف نہیں دی کہ ان میں روح پھونکو بلکہ ان کے عجز کا اظہار کیا ہے اور ان کو عاجز ٹھہرایا کہ تم روح نہیں ڈال سکو گے اور بوجہ تصویر سازی ان کو عذاب دیا جائے گا اور یہ بھی آخرت میں ہوگا، دنیا میں نہیں اور آخرت دار التکلیف نہیں وہ تو دار الجزاء ہے تو اللہ تعالی نے ان کو عاجز قرار دیا، پھر ان کو تصویر سازی کی سزا دی جائے گی جو دنیا میں تصویر کھینچتے تھے۔

دلیل کا جواب

اور ''انبئونی باسمآء ھولآء،، سے تکلیف مراد نہیں، اس لیے کہ تکلیف موجب عقاب ہے اور یہاں اس کے برخلاف ہے بلکہ مقصود اظہار عجز ہے۔

دلیل کا جواب

اور ''ائتیا طوعاً و کرھاً،، والی دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب نہیں ہے، اس لیے کہ ہمارے (اہل سنت) کے نزدیک معدوم کو خطاب نہیں کیا جاتا بلکہ یہ ایجاد وانشاء سے خبر دینا ہے اور حدوث کی اطلاع بہم پہنچانا ہے اور لفظ خطاب سے اعلان مراد لیا تو اعتراض لازم نہ آیا۔ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ''لایکلف اللہ نفساً الاوسعھا،، (البقرہ:۲۸۶) یعنی بغیر طاقت اللہ تکلیف نہیں دیتا اور اسی طرح ارشاد فرمایا کہ ''فاتقوا اللہ مااستطعتم،، (التغابن:۱۶) استطاعت اور ہمت وطاقت کے مطابق خدا سے ڈرتے رہو۔

اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے بندوں پر وہ بوجھ رکھا ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے، اللہ تعالی نے ان پر (وہ بوجھ) نہیں رکھا۔

نیز حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ جس سے طاقت سلب کرلی گئی اس سے اطاعت اٹھالی گئی ہے اور اس لیے کہ تکلیف دینے کی غرض مکلّف بہ (جس چیز کی تکلیف دی گئی ہے) کا وجود میں لانا ہے اور جب مکلف میں طاقت ہی نہیں تو پھر تکلیف دینے میں کچھ فائدہ نہیں اور حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں تو جب فائدہ

☆تیقن ان الدنیا دار محن وبلاء ومنغصات وکدر فاقبلھا علی حالھا واستعن باللہ.☆

پایا جائے گا اور وہ طاقت ہے اس فعل کے کرنے کی تو تکلیف دی جائے گی ورنہ نہیں۔

تکلیف کی قسمیں

تکلیف دو قسم پر ہے:

(۱) تکلیف الزام وایجاب (۲) تکلیف اتیان ووجود

اور مکلّف بہ بھی چند وجوہ پر ہیں

(۱) بعض وہ ہیں جو مالا یطاق (۲) اور بعض وہ ہیں مالا یطیق (۳) اور بعض وہ ہیں جو مالا یمکن (۴) اور بعض وہ ہیں جو محال ہیں (۵) اور بعض وہ ہیں جو لا یجوز کے زمرے میں آتے ہیں۔

اجمال کی تفصیل

اس اجمال کا بیان یہ ہے کہ تکلیف مالا یطاق یہ ہے کہ وہ شئی مکلفین کی طاقت سے باہر ہو جب کہ مکلّف ایک جنس کے ہوں، عادتاً تحت قدرت نہ ہو، لیکن جائز ہے، دوسری (جنت کی) قدرت کے نیچے عادتاً داخل ہو جیسے ملائکہ اور جن (کلام مبہم ہے) اس لیے کہ پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا، دور دراز کے مصر (شہر) سے مکہ مکرمہ تک اور خراسان سے ہندوستان تک ایک دن میں جانا عادتاً آدمیوں میں اس کی طاقت نہیں، لیکن خلاف عادت اور نقض عادت تو وہ حجت نہیں، اس لیے کہ وہ شاذ ونادر ہوتی ہے یا کرامت ومعجزہ سے ہوتی ہے۔ پھر اس کی طاقت فرشتے، جن اور شیاطین رکھتے ہیں۔

پس آدمی کو پانی پر چلنا یا ہوا میں اڑنے کی تکلیف دینا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ شخص یا اس کا ہم جنس عادتاً قادر نہیں تو تکلیف دینے کا فائدہ نہ ہوگا، کسی وجہ سے تکلیف دینا جائز نہیں نہ ایجاب والزام کی جہت سے اور نہ ہی اتیان ووجود کے پہلو سے تکلیف دینا جائز ہے۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے ہم کہیں کہ مریض اور شیخ فانی (انتہائی کمزور بوڑھا) روزہ رکھنے اور حج کے لیے مکہ معظمہ تک چلنے کی طاقت نہیں رکھتے، لیکن خطاب ایجاب والزام ان کی طرف بھی متوجہ ہوگا یہاں تک کہ ان پر روزہ اور حج واجب ہے اور ادا کرنے کی تکلیف نہیں دی جائے گی، محض اس توہم کے باعث کہ کہیں ہلاکت

☆ تفکر فیمن سبقوک فی مسیرة الحیاة، ممن عزل وحبس، وقتل وامتحن، وابتلی ونکب، وصودر. ☆

کا شکار نہ ہو جائیں۔

مالایمکن (ناممکن) سے مراد؟

مالایمکن یہ ہے کہ اس کا وجود اللہ تعالی کی قدرت سے دنیا میں متصور ہے،لیکن انسانی عادت سے عادۃً خارج ہے، جیسے آدمی کا اڑنا اور انشقاق قمر (چاند کے ٹکڑے کرنا) اللہ تعالی کی قدرت سے ہوسکتا ہے لیکن مخلوق کی قدرت سے خارج ہے۔

اور ایسے ہی تکلیف علی مایستحیل وہ یہ ہے کہ اس کا وجود من کل الوجوہ محال ہو۔طعام کے وجود کے بغیر طعمہ (ذائقہ) کا پایا جانا اور جوہر کے وجود کے بغیر عرض کا پایا جانا محال ہے،ایسے ہی اللہ تعالی سبحانہ، کے لیے اثبات محال ہے تو بہر حال تکلیف اور ان دونوں معنی کے لحاظ سے جائز نہیں۔

اور تکلیف مالا یجوز وہ تکلیف دینا ہے معصیت پر کہ یہ شخص کرسکتا ہے اور اس کا وجود متصور ہوسکتا ہے،لیکن شریعت میں ممنوع اور منہی عنہ ہے تو اس کی تکلیف جائز نہیں،خواہ وہ ایجاب والزام کی جہت سے ہو اور چاہے اتیان ووجود کے پہلو سے،کسی طرح سے جائز نہیں ہے۔اس لیے کہ اگر معصیت کا ارتکاب کیا تو ممنوع نہیں ہے اور نہ مکلف ہوگا، بتکلیف استطاعت اس معصیت کے وقت بغیر تکلیف وتسلیط کے تو بمقتضائے حکمت جائز ہے باوجود ان دونوں سے نہی وارد ہونے کے۔

دوسرا قول: زجر وامتناع (ڈانٹنے اور منع کرنے) کا بیان

جاننا چاہیے کہ زجر وتحریم اور منع درحقیقت اللہ تعالی کی طرف سے ہیں اور اللہ تعالی ہی تحریم کو واجب کرتا ہے اور جو مباح قرار دے اور بلاعذر اور بغیر شبہ کے حلال جانے،وہ کافر ہوجائے گا۔

روافض اور جہمیہ کہتے ہیں: ''تحریم،،کراہت کے معنی میں ہے اور زجر وحرمت کے معنی میں ہے۔

اور بعض نے کہا کہ جو چیز عین نص سے ثابت ہوگی تو وہ تحریم کی موجب ہے اور اس کے علاوہ دلالت،اشارت،تاویل اور مقتضی وقیاس سے جو ثابت ہوں گی وہ تحریم کو واجب نہیں کریں گی۔اسی معنی کے لحاظ سے انہوں نے کہا کہ خمر (شراب) اور لواطت (بدفعلی) اور متعہ حلال ہے اور گانا بجانا،رقص وسرود اور شعر

وشاعری حلال ہیں ،اس لیے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں صریحاً حرام نہیں فرمایا، کیونکہ قرآن پاک میں ''اجتنبوا،، ہے اور اجتناب کراہت پر دلالت کرتا ہے اور ایسے ہی لواطت (غیر فطری فعل) کومنکر کے نام سے بیان فرمایا۔

جواب: یہ ہے کہ خمر (شراب) کے حرام ہونے کی دلیل یہ ہے: ''انما الخمر والمیسر ......رجس من عمل الشیطان ،،(المائدہ:۹۰) بے شک شراب اور جوا۔۔۔۔پلید ہیں اور شیطان کاعمل ہے۔عمل شیطان حرام ہے اور ہر ''رجس،، حرام ہوتا ہے اس دلیل سے کہ فرمایا: ''ویحرم علیھم الخبآئث،،(الاعراف:۱۵۷) اور وہ ان پر ناپاک چیزیں حرام فرماتا ہے۔

اور ''فاجتنبوا،،امر ہے اجتناب کے لیے اور اجتناب محض قبیح باتوں سے ہوتا ہے

اور فرمایا: ''فیھما اثم کبیر ،،(البقرہ:۲۱۹) ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔اور ''اثم ،،(گناہ) اور محرمات (حرام شدہ) میں ہوتا ہے،تو ثابت ہوا کہ حرام قطعی ہے، جوحلال جانے وہ کافر ہو جائے گا اور حضور اقدس نے فرمایا: شراب بعینہ حرام کی گئی ہے تھوڑی ہو یا زیادہ اور ہر نشہ آور شراب حرام ہے، حضور اقدس نے فرمایا: کل مسکر حرام و کل خمر حرام،، ہر نشہ آور حرام اور ہر خمر حرام ہے۔

اور ایسے ہی لواطت (بدفعلی) حرام ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا: اتاتون الفاحشة ماسبقکم بھا من احد،،(الاعراف:۸۰) کیا تم وہ برائی کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے نہ کی۔اس کا نام فاحشہ رکھا پھر خبری دی کہ فواحش (بے حیائی کے کام) حرام ہیں، دلیل یہ ہے: ''قل انما حرم ربی الفواحش ماظھر منھا وما بطن ،،(الاعراف:۳۳) آپ فرمادیجئے کہ میرے رب نے فواحش (بے حیائی کے کاموں) کوحرام کیا، جوظاہر ہیں اور جو باطن ہیں۔

لعنتی کون؟

اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ فرمایا: جوشخص ماں اور بیٹی کو نکاح اور مِلکِ یمین میں جمع کرے وہ ملعون اور جو کسی کے زمین کے نشانات مٹائے وہ ملعون ہے، جو جانور سے بدفعلی کرے وہ ملعون ہے اور جو قوم لوط

☆اعلم ان الشد ائد تفتح الاسماع والابصار، وتحیی القلب، وتردع النفس وتذکر العبد، وتزید الثواب.☆

کا عمل کرے وہ ملعون (لعنتی) ہے۔

لواطت کی حرمت اور سزا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاعل اور مفعول بہ (بدفعلی کرنے والا اور بدفعلی کروانے والے) دونوں کو قتل کردو۔ ثابت ہوا کہ لواطت (غیرفطری کام) حرام ہے اور جو حلال سمجھے کافر ہے۔

متعہ کی حرمت اور اس کا حکم

متعہ پہلے مباح تھا، پھر خیبر میں گدھا اور ''متعہ،، حرام کردیئے گئے اور ان کے منسوخ ہونے پر امت کا اجماع ہے اور جو متعہ کو حلال جانے کافر ہے۔

ناچ گانے کا شرعی حکم

لہو ولعب (کھیل کود)، رقص وسرور اور شعر وشاعری کو مباح سمجھنے والا فاسق ہے کافر نہیں۔ اس لیے کہ اس کی حرمت خبر آحاد سے ثابت ہے اور جو نہی نص یا دلالت النص اور خبر متواتر اجماع امت سے وارد ہو تو وہ لامحالہ موجب حرمت ہے اور اس کے وارد ہونے سے سابقہ احکام منسوخ ہوں گے اور جو اس کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

خبر واحد اور قیاس کا حکم

اور جو خبرِ واحد اور قیاس کے حجت ہونے کا انکار کرے کافر ہے اور اگر یوں کہے کہ یہ خبر غیر صحیح ہے یا یہ قیاس غیر ثابت ہے تو کافر تو نہ ہوگا فاسق ہے اور اگر کوئی حکم قیاس سے یا خبر واحد سے ثابت ہوا اور امت متفقہ طور پر اجماع کرے اور کوئی اختلاف نہ کرے تو یہ اجماع ہوگیا، جو اجماع کا انکار کرے تو کافر ہوجائے گا۔

تیسرا قول

حدود وکفارات کا بیان

اہل سنت وجماعت فرماتے ہیں کہ حدود وکفارات تطہیر ہے (اس سے گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے) اور اس کے عمل کی جزاء ہے اور اس کے کرتوتوں کا کفارہ ہے، اسی طرح جب بندہ کو تکلیف اور رنج وآلام

پہنچتے ہیں تو وہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتے ہیں یا کثرت ثواب ترقی درجات کا باعث ہوتے ہیں۔

معتزلہ اور روافض نے انکار کیا، اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ حدود وکفارات زجر وتوبیخ کے لیے مشروع ہوئے ہیں کہ قبائح اور سیئات سے رکیں، رنج ومحن، آلام ومصائب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں، اس لیے کہ دنیا دارالجزاء اور ثواب کا گھر نہیں، وجوب ثواب کا سبب وہ اطاعت ہے اور ثواب آخرت میں ملے گا اور ایسے ہی تکفیر عقوبت سے ہوگی اور عقوبت آخرت میں ہوگی اور حدود وکفارات زجر ومنع کے لیے مشروع ہیں اور اس کے علاوہ تکالیف اور مصائب وآلام وغیرہ خدا کی طرف سے نہیں۔

اہلِ سنت وجماعت نے کہا: رنج ومحن، آلام وامراض سب کچھ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور گناہوں کا کفارہ ہوجاتے ہیں اور اس کے عملوں کی جزاء اور انعام واجر ہے اور یہ بدل سے خالی نہیں، اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کو رنج ومحن، تکالیف ومصائب پہنچے، ان کے حق نہیں، عقوبت نہیں تو ثابت ہوا کہ ثواب وترقی مدارج کے لیے ہیں اور آخرت میں اجر وثواب ملے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عدل ہے لیکن حدود وکفارات جزائے عمل ہے اور گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے، دلیل یہ ہے: ''السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا نکالاً من الله،، (المائدہ:۳۸) چور مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے عمل کی جزاء ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ یہ ان کے عملوں کی جزاء ہے۔

اور مروی ہے کہ ایک عورت حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: یارسول اللہ ﷺ میں نے زنا کیا ہے، مجھے پاک کردیجئے۔ جب چار مرتبہ اس نے اقرار شرعی کیا تو آپ نے سنگساری کا حکم دے دیا اور یہ نہیں فرمایا کہ رجم گناہوں سے پاک کرنے والا نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ حد مطہر الذنوب (گناہوں سے پاک کرنے والی) ہے۔

اور نیز حضور ﷺ نے فرمایا: تلوار گناہ مٹانے والی ہے۔

اور فرمایا حضور ﷺ نے: جب کبھی مؤمن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گناہوں کا کفارہ

ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ لقمہ اس کے منہ میں پھنس جائے اور ایک روایت میں ہے کہ کانٹا چبھے۔

اور فرمایا: ''الموت کفارۃ،، موت کفارہ ہے۔ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے کہ موت ہر مسلمان کے لیے کفارہ ہے، تو ثابت ہوا کہ حدود و کفارات گناہوں کا کفارہ ہیں اور ثواب و جزاء کا موجب ہیں۔

چوتھا قول : توبہ اور استعاذہ کا بیان

اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں کہ بندے کی توبہ ہر گناہ سے جو اس سے سرزد ہوا ہو، چاہے جان بوجھ کر یا بھول کر قبول ہوتی ہے اور دعا، صدقہ اور استعاذہ (پناہ مانگنا) دنیا میں نفع مند ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ توبہ ہر گناہ کے لیے شرط ہے اور گناہ کو یاد کیے بغیر توبہ کرنا صحیح نہیں۔ اور بعض نے کہا کہ تمام گناہوں سے توبہ کرنا شرط ہے، تب اس کی توبہ صحیح ہوگی۔

معتزلہ کے نزدیک توبہ کا مفہوم

معتزلہ کہتے ہیں کہ توبہ یہی ہے کہ اللہ عزوجل پر ایمان لائے، اس لیے کہ ان کے نزدیک توبہ گناہ کبیرہ سے ہے اور بندہ ارتکاب کبیرہ سے ایمان سے نکل جاتا ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالی پر ایمان لائے۔

دعا و صدقہ وغیرہ دنیا میں بے سود ہیں؟

معتزلہ کہتے ہیں کہ دعا، صدقہ اور استعاذہ دنیا میں نفع نہیں دیتے، اس لیے کہ دعا و صدقہ اگر کسی خیر کے لیے کیے ہیں تو خیر قضاء الٰہی سے ہوتی ہے تو اگر خیر کا سوال کیا تو یہ اللہ کی قضاء کے موافق ہوگی، سوال کرے یا نہ کرے خیر تو بقضاء اللہ ہوتی ہی ہے اور اگر وہ دعا موافق قضاء نہیں تو وہ دعا نفع نہ دے گی اور قضاء الٰہی کو نہیں بدلے گی۔

اور اگر دعا و استعاذہ شر سے ہے تو یہ اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ شر سب بندہ کی طرف سے ہے اور بندہ ایک پہلو سے صاحب استطاعت بنایا گیا ہے تو یہ جہد و تقصیر کوشش اور کوتاہی بندے کی طرف سے ہے۔

صدقہ و خیرات کے متعلق معتزلہ کا مسلک

☆لا تجالس البغضاء والثقلاء والحسدۃ، فانھم حمی الروح، وھم رسل الکدر وحمل الاحزان.☆

معتزلہ کے نزدیک زندوں کی طرف سے دیئے گئے صدقات وخیرات کا مردوں کوکوئی نفع نہیں پہنچتا۔ معتزلہ دلیل دیتے ہیں کہ ''کل نفس مرھونۃ بما کسبت ،، ہر جان اپنے اعمال کی مرہون اور پابند ہے، جیسا کمائے گی ویسا پائے گی۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ''جزآء بما کانوا یعملون ،، تو قیامت میں جو کام کیا ہے، اس کا بدلا دیا جائے گا اور غیر نے جو کام کیا ہے اس کا بدلہ اس کو نہیں ملے گا۔

اور اسی طرح ''لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ،، نہیں کوئی نیکی کی توفیق اور برائی سے بچنے کی طاقت سوائے اللہ تعالی بلند وبرتر کے' جو منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کے منہ میں شیطان نے ڈال دیا ہے اور یہ کفر ہے، اس لیے کہ جو شخص ''حول وقوت ،، کو اللہ تعالی کی طرف سے نہیں سمجھتا، وہ کافر ہے۔

''لاحول ولاقوۃ ،، کی زبان رسالت سے تفسیر

اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ ''لاحول ولاقوۃ ،، کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا: ''لاعصمۃ من معصیۃ الابعصمۃ اللہ ،، کہ اللہ تعالی کی حفاظت وعصمت کے بغیر کوئی معصیت سے محفوظ نہیں رہ سکتا، اور اطاعت وعبادت کی قدرت اللہ تعالی کی اعانت وامداد کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ قدر اور امام زفر

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے امام زفر رحمہ اللہ تعالی کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ ''قدر ،، کی طرف مائل ہیں۔ اتنے میں امام زفر مسجد میں داخل ہوئے اور فرمایا: ''لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ،، نہیں کوئی نیکی کی توفیق اور برائی سے بچنے کی طاقت سوائے اللہ تعالی بلند وبرتر کے، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زفر قدر کو دیکھتا ہے (یعنی ان کا عقیدہ قدر کے بارے میں درست ہے، وہ مانتا ہے)۔

اہل سنت وجماعت کی حجت ودلیل اس مسئلہ میں کہ ایک توبہ تمام گناہوں کے لیے کافی ہے۔ جان بوجھ کر دانستہ طور پر کیے ہوں یا بھول کر سب کے لیے ایک ہی توبہ کافی ہے۔

ایک توبہ سب گناہوں کے لیے کافی ہے

☆ حافظ علی تکبیرۃ الاحرام جماعۃ، واکثر المکث فی المسجد، وعود نفسک المبادرۃ للصلاۃ تجد السرور۔ ☆

ہر ایک گناہ کے لیے علیحدہ علیحدہ توبہ کرنا شرط نہیں، اللہ تعالی نے فرمایا: ''توبوا الی اللہ جمیعا ،، (المؤمنون: ۳۱) توبہ کرو اللہ تعالی سے سب کے سب اور یہ نہیں فرمایا: جدا جدا گناہوں کی توبہ کرو۔ ایک دوسری جگہ اللہ جل مجدہ نے فرمایا: ''ثم توبوا الیہ ،، (ھود: ۵۲) اس کی طرف رجوع کرو۔ نیز فرمایا: ''غافر الذنب وقابل التوب ،، (الغافر: ۳) گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔ توبہ کا مطلقاً حکم فرمایا اور یہ شرط نہیں کہ تمام گناہوں کو یاد کر کے توبہ کرو۔

توبہ کی خوبصورت اور جامع تفسیر

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''الندم توبة ،، پشیمان ہونا توبہ ہے اور یہاں بھی گناہوں کی تفصیل کی شرط نہیں تو صحیح یہی ہے[1]۔

دعا اور صدقہ کے دنیوی فوائد

دعا، استعاذہ اور صدقہ دنیا میں بھی نفع دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: ''الدعا یرد البلاء ،، دعا بلا کو رد کرتی ہے۔

''والصدقة تطفی غضب الرب ،، صدقہ اللہ کے غضب کو بجھاتا ہے (ٹھنڈا کرتا ہے)۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''**لولا المشائخ الرکع والصبیان الرضع والبهائم الرتع لصب علیکم العذاب صبا** ،، یعنی فرمایا: اگر بوڑھے عمر رسیدہ نمازی نہ ہوتے، شیر خوار بچے نہ ہوتے اور چرنے والے چوپائے نہ ہوتے تو تم پر عذاب کی زوردار بارش ہوتی مگر ان کے طفیل تم بچے ہوئے ہو۔

زندوں کی دعا مردوں کو نفع دیتی ہے

زندوں کی دعا اور صدقات مردوں کو نفع دیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب عالم یا طالب علم کسی گاؤں سے گزرتا ہے تو اس بستی کے قبرستان سے اللہ تعالی چالیس دن کے لیے عذاب دور فرما دیتا ہے۔

نیز حضور اکرم ﷺ نے دو قبروں پر کھجور کی ہری بھری تروتازہ شاخیں رکھیں اور فرمایا جب تک یہ

☆ایاک والذنوب فانها مصدر الهموم والاحزان، وهي سبب النکبات وباب المصائب والازمات.☆

ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا، ان کا عذاب ہلکا ہوجائے گا۔

حضور ﷺ نے عالم خواب میں مصنف ابوشکور سالمی کو تعلیم فرمائی

المہتدی ابوشکور سالمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پرنور سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ،حظیرہ مشبک،، میں جلوہ افروز ہیں اور کثرت نور اور وفور ضیاء کی وجہ سے میں (یعنی انوار وتجلیات کی فراوانی کی وجہ سے) صرف چہرہ انور کو دیکھ پایا تو میں نے سنا: حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے ہر جمعہ کو دومن (دوسیر) روٹی یا دو درہم صدقہ کیے (راوی کو شک ہے کہ روٹی فرمایا یا درہم ،غالب گمان یہی ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ کو قبر میں عذاب نہیں دے گا۔ یہ دلیل ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور دلیل ہے کہ صدقات اور زندوں کی دعا مردوں کو نفع دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

پانچواں قول : سعادت وشقاوت کا بیان

اہل سنت وجماعت کے بعض فقہاء کرام نے فرمایا: شقی (بدبخت) سعید (نیک بخت) ہوسکتا ہے اور سعید، شقی ہوسکتا ہے۔ یہی قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ سعید (نیک بخت) شقی نہیں ہوسکتا اور شقی سعید نہیں ہوسکتا ہے اور یہ قول عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مجاہد کا ہے۔ یہی اختلاف اجل (عمر) اور رزق کے متعلق ہے۔

بعض نے کہا: رزق اور اجل (مدت حیات) میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے۔

اور بعض نے کہا: رزق اور عمر میں کم وبیش ہونے کا امکان نہیں ہے۔

حاصل اختلاف یہ ہے کہ زیادتی ونقصان (کمی) اور احکام میں تغیر عندالخلق ظاہر ہوتا ہے اور مخلوق کے علم میں، لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اس کے نزدیک تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔

راس المفسرین محمد بن فضل نے فرمایا کہ لوح محفوظ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ فلاں سعید ہے، اگر میں چاہوں اور فلاں شقی ہے اگر میں چاہوں.................. (جاری ہے)